مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی صحت نسبتاً اچھی ہے۔ زخم مندمل ہو رہا ہے۔ لیکن جس دن سے (۵ فروری) زخم کو چیرا دلایا گیا ہے۔ حضور باہر تشریف نہیں لا سکے ؛

حافظ روشن علی صاحب لدہانہ میں دارالبیعت کے افتتاح کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ جہاں دو دن بڑی کامیابی کے ساتھ لیکچر ہوئے۔ یہ وہی دار بیعت ہے۔ جہاں حضرت مسیح موعود نے سب سے پہلے بیعت لی تھی۔ اس کو اب انجمن احمدیہ لدہانہ نے از سر نو مرمت کرایا ہے ؛

۱۳ تاریخ کو کسی قدر بارش ہوئی ہے ؛

جناب نواب صاحب کو پہلے کی نسبت بہت افاقہ ہے۔ نفقتہ طلبا رہائی کے طلبا جو امتحان انٹرنس میں شامل ہونیوالے

اخبار احمدیہ

انگلستان میں ایک احمدی خاتون کا انتقال

ایک انگریز خاتون جس نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے کے ذریعہ اسلام قبول کیا گیا۔ فوت ہوگئی ہیں۔ احباب ان کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور ان کی مغفرت کے لئے دعا مانگیں۔ یہ خاتون نہایت صالح اور نیک تھیں۔ انہوں نے اسلام کی صداقت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پایا۔ اور سلسلہ احمدیہ کو اصل اسلام پر دیکھا اس لئے قبول کرتے ہی احمد کی غلامی میں داخل ہوگئیں اور بیعت کا فارم پر کر کے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے حضور بھیجنے کے علاوہ یہ اخلاص بھرے الفاظ بھی ساتھ لکھے ؛

کہ "میں مفصلہ ذیل احمدی مسلمان ہونیکا اعلان کرتی ہوں اور وہ اس لئے کہ میں اس کو ایک امر دیانت تصور کرتی ہوں اور اپنے ضمیر کے مطابق پاتی ہوں۔ میں ایمان لاتی ہوں کہ تمام انبیاء رسل دہادیان مذاہب بلا استثنا انسان تھے۔ اور آئندہ بھی ہوں گے اور باوجود عوام پر ان کی فوقیت کے اور خدا کے قرب کے وہ اپنے آپکو خدا یا بشریت سے بالا نہیں سمجھ سکتے۔ ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلد ہادی کو میں نہایت زبردست اور نہایت معقول سمجھتی ہوں۔ اور ان کی تعلیم کو ان تمام تعلیموں سے بہترین سمجھتی ہوں۔ جو خدا تعالےٰ نے انسان کے ذریعہ دنیا کو دی ہیں۔ لیکن خدا راہ راست بھی ان لوگوں کو تعلیم دیتا ہے۔ جو کہ سنتے اور سمجھتے ہیں" ؛

اس خاتون کا انگریزی نام Caroline Wells تھا

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

غیر مبائعین کی دینی غیرت کہاں گئی

کراچی سے شیخ فضل حق صاحب احمدی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک غیر احمدی کی دوکان پر بیٹھا اس سے وفات مسیح پر گفتگو کر رہا تھا۔ کہ وہ گالیوں پر اتر آیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں اس نے بہت گستاخانہ کلمات کہنے شروع کر دیئے۔ اسی اثناء میں ایک شخص بابو رحیم بخش خواجہ صاحب کی آمد کے لئے چندہ وصول کرتے ہوئے اس غیر احمدی کی دوکان پر آیا۔ اور اس نے غیر احمدی کی بدزبانی سنتے ہوئے اس سے چندہ کی استدعا کی۔ اور جو کچھ ملا اسکو جیب میں ڈال لیا اور اس شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کو پھر گالیاں دینی شروع کر دیں۔ میں نے اسے بہت منع کیا۔ لیکن وہ باز نہ آیا۔ اس لئے میں مجبوراً اسکی دوکان سے اٹھ کر چلا آیا۔ مگر رحیم بخش کی بے غیرتی کا رہ رہ کر مجھے خیال آتا۔ کہ اس نے چند پیسوں کی خاطر حضرت مسیح موعودؑ کی شان کی بھی جس کو وہ اپنا آقا کہتا ہے۔ کچھ پرواہ نہ کی ۔

(ایڈیٹر) اس قسم کے واقعات کا غیر مبائعین کی طرف سے رونما ہونا کوئی تعجب اور حیرانی کی بات نہیں ہے۔ کیونکہ ان کے لیڈر ان قوم ان کو یہی تعلیم دے رہے ہیں اور اپنے عملی نمونہ سے مضبوط کر رہے ہیں ۔

جنازہ غائب

مولوی غلام محمد صاحب عربی مدرس آسنور علاقہ کشمیر سے لکھتے ہیں کہ میرا بڑا بھائی محمد حسن جو قریباً بائیس سال سے خادم سلسلہ حقہ تھا۔ فوت ہو گیا ہے۔ احباب جنازہ غائب پڑھ دیں۔ نیز محمد اسمٰعیل صاحب از سکندر آباد حاجی اللہ دتا صاحب احمدی پیرزادہ ساکن کمال ڈیرہ کی فوتیدگی کی اطلاع دیکر جنازہ غائب پڑھنے کی درخواست کرتے ہیں ۔

خواجہ صاحب حضرت مسیح موعودؑ کو کیا سمجھتے ہیں

ہمیں اپنے ایک نامہ نگار کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ اخبار الحق جو کہ سندھی زبان میں نکلتا ہے۔ یہ لکھا گیا ہے۔ کہ خواجہ کمال الدین کراچی میں آگئے ہیں۔ اور بہت لکچر دے رہے ہیں۔ خواجہ صاحب نے اپنے لکچر میں یہ بھی کہا ہے۔ کہ مرزا صاحب ایک پیر اور دوسرے مجددوں کی طرح ایک مجدد تھے۔ ان میں کوئی خاص خصوصیت نہ تھی۔ وغیرہ وغیرہ۔ چونکہ سندھیوں پر ان کا خاص قدر و منزلت کی جاتی ہے۔ اس لئے اگر خواجہ صاحب نے بھی اپنے آپ کو ایک پیر کا مرید بتا کر اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک پیر قرار دیکر جلب منفعت کے لئے کوشش کی ہو۔ تو کوئی تعجب نہیں۔ خدا تعالےٰ ان لوگوں کی حالت پر رحم کرے ۔

احمدیوں کا اسوۂ حسنہ

حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور سے لکھتے ہیں۔ کہ سید عابد علیشاہ صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ گوجرہ کا نکاح لاہور میں ایک غیر احمدی گھرانے میں ہوا۔ نکاح کے وقت کئی غیر احمدی اہل محلہ اور متعلقین بیٹھے تھے خطبہ نکاح مولانا مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے پڑھا جو احمدیوں کے لئے تو حسب معمول تھا مگر غیر احمدی بیچارے جو اللہ تعالیٰ کی ایسی نعمتوں سے بکلی محروم ہیں۔ حیران اور ششدر رہ گئے۔ غیر احمدیوں میں ایک جنٹلمین بھی بیٹھے تھے۔ جب مولوی صاحب موصوف خطبہ پڑھ چکے۔ اور ایجاب کے بعد دعا مانگی گئی۔ تو وہ صاحب باآواز بلند بولے۔ کہ مولوی صاحب ایک دفعہ پھر دعا فرماویں۔ کہ اے خدا سارے لاہو کے مسلمانوں کے نکاح اسی طرح ہوا کریں جیطرح یہ نکاح ہوا ہے۔ اس لئے پھر دعا کی گئی ۔

مستحق صاحبان درخواست کریں

اخویم سراج الحق صاحب احمدی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خاکسار نے اپنے صاحبزادہ مولوی فضل حق صاحب مرحوم کی جانب سے بطور صدقہ حسب ذیل اخبارات و رسالجات ایسے اشخاص کے نام جاری کرانیکا ارادہ کیا ہے جو بسبب ناداری باوجود اشتیاق مطالعہ کے خریداری سے معذور ہوں۔ درخواست کرنے والے صاحبان اپنی درخواستیں براہ راست اخبار و رسالجات کے مینیجر صاحبان کے نام روانہ کریں۔ ایک صاحب دو اخبار یا رسالوں کے لئے درخواست نہ کریں ۔

(۱) اخبار الفضل برائے چھ ماہ۔ (۲) اخبار فاروق برائے چھ ماہ۔ (۳) رسالہ ریویو آف ریلیجنز برائے ایک سال۔ (۴) رسالہ تشحیذ الاذہان برائے ایکسال۔ (۵) ترجمۃ القرآن اردو از پارہ اول تا پندرہ پارہ۔ اس کے متعلق درخواست دفتر ترقی اسلام میں آنی چاہئیے ۔

فوج میں بھرتی ہونے کے لئے اجازت

پیر محمد صاحب احمدی از مانٹگمری اوچھے نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی خدمت میں لکھا۔ کہ خاکسار کا ارادہ ہے۔ کہ فوج میں بھرتی ہو کر حضور کے منشاء کے مطابق اپنے بادشاہ سلامت کی امداد کر سکوں۔ اس لئے حضور سے اجازت حاصل کرتا ہوں۔ تا حضور کی دلی دعا اور توجہ خاکسار کے شامل حال رہے۔"

حضور نے ان کو بھرتی ہونے کی اجازت فرمادی۔ اسی قسم کے کئی ایک خط حضرت خلیفہ ثانی کی خدمت میں موصول ہو کر جواب حاصل کر چکے ہیں۔ جس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ احمدی قوم میں گورنمنٹ کے متعلق کسقدر وفاداری کا جوش ہے۔ اور یہ حضرت خلیفہ ثانی کی تعلیمات کا اثر ہے ۔

امرتسر میں مولویوں کی مقدمہ بازی

ہمیں ایک معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے۔ کہ امرتسر میں چند روز سے مسلمان پبلک مولوی ثناء اللہ اور حکیم ابوتراب کے مقدمہ میں بڑی دلچسپی لے رہی ہے۔ پچھلے دنوں مولویوں نے جو فتوے مولوی ثناء اللہ کے برخلاف دیا تھا۔ اس کے بعد ان دونوں میں کچھ اشتہار بازی ہوگئی۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے ابوتراب پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش داغ دی۔ اور اس کے بالمقابل ابوتراب نے بھی نالش کردی۔ عدالت نے دونوں پر فرد قرارداد جرم لگا دیا ہے۔ لوگوں میں مشہور ہو رہا ہے۔ کہ مولوی ثناء اللہ جرم سے بہت گھبرائے ہیں ۔

یہ مقدمہ بازی مباحثہ جبل پور سے ہی تعلق رکھتی ہے۔ جس پر کہ الفضل میں بھی کچھ لکھا گیا تھا ۔

خبریں

ملک معظم کی صحت:۔ لنڈن ۱۱۔ فروری۔ ملک معظم روبصحت یاب ہو رہے ہیں ۔

جرمنی کے نقصانات:۔ لنڈن۔ ۸ فروری۔ اسٹرڈم کا تار ظاہر ہے کہ جرمنی کا آجتک کی لڑائیوں میں ۲۳ لاکھ ۷۷ ہزار ۸۳۷ نقصان ہوا ہے ۔

قضیہ لوسی ٹینیا کا تصفیہ۔ لنڈن۔ ۸ فروری واشنگٹن میں اعلان کیا گیا ہے کہ غرقابی لوسی ٹینیا کے متعلق پریزیڈنٹ ولسن نے جرمنی کی آخری شرائط قبول کرلی ہیں جرمنی کے جواب میں صرف بعض جزوی تبدیلیاں کرنی باقی رہ گئی ہیں ۔

قفقاز میں جنگ:۔ لنڈن ۹۔ فروری۔ قفقاز کی روسی سپاہ ارض روم کی چنداں پرواہ نہ کرکے اب ترکی سپاہ کے بازوؤں پر حملہ آور ہو رہی ہے۔ اور دوسری طرف ایران میں پیشقدمی کرنے والی روسی سپاہ اور عراق عرب میں برطانی سپاہ کے ساتھ ملکر کارروائی کر رہی ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ فروری سنہ ۱۵ء

ہمارا علم کلام

چہ بیتھا بداوند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدان محمد

الفضل کے پچھلے دو نمبروں میں ہم نے یہ دکھایا ہے۔ کہ غیر احمدی قرآن نہیں جانتے۔ اب جس کی قرآن دانی کا یہ حال ہو۔ تو یہ مانتے ہوئے کہ قرآن مجید ہی اصل الاصول اسلام ہے کیونکر ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی غیر احمدی دوسرے مذاہب کے مقابل میں اپنے مذہب کی صداقت ثابت کرنے میں لازمی طور پر غالب رہ سکے۔ یہ صرف احمدی جماعت اور اس کا برگزیدہ امام ہی ہے جس کے ساتھ الٰہی وعدہ ہے۔ کہ میں تجھے اور تیرے متبعین کو قیامت تک غالب رکھوں گا فالحمدللہ رب العلمین۔ اس امام پاک نے ایک ایک اصل ہمارے ہاتھ میں ایسا مستحکم دیدیا ہے۔ کہ اسکو لے کر ہم تمام مذاہب عالم پر حجت و برہان میں غالب آ سکتے ہیں۔ چنانچہ آپ نے دعوے پیش کیا۔ کہ مسیح بن مریم علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ اور وہ آئندہ زمانے میں بجسدہ العنصری آسمان سے واپس نہیں آئیں گے۔ اسکا ثبوت پہلے تو قرآن مجید سے دیا۔ پھر دوسرا درجہ احادیث صحیحہ کا ہے۔ سو ان کے رو سے بھی اپنا دعوے صحیح ثابت کیا۔ چنانچہ آپ کتاب البریہ میں فرماتے ہیں۔ دیکھو صفحہ ۱۹۲ حاشیہ

" اور پھر اگر پوچھا جائے۔ کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں۔ اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے۔ کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا۔ اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے۔ اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اترے ہیں۔ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا۔ کہ یہ شخص آسمان سے اترا ہے۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو۔ تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسےٰ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے۔ اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے۔ تو ہم ایسے شخص کو **بیس ہزار روپیہ** تک تاوان دے سکتے ہیں۔ اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں"۔

یہ اعلان ۱۸۹۸ء میں ہوا۔ اور آج تک ۱۷ برس میں کوئی مرد میدان نہیں نکلا۔ کہ کوئی حدیث صحیح مرفوع متصل پیش کرے جس میں یہ لکھا ہو۔ کہ عیسےٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری زندہ آسمان پر موجود ہیں۔ اور اسی جسم کے ساتھ واپس آئیں گے۔ اس کا تازہ تجربہ حال ہی جو ہوا ہے۔ وہ منشی فرزند علی کی مندرجہ ذیل تحریر سے ظاہر ہے۔

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل

" ماہ جولائی ۱۹۱۵ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ ثانی ایک اپریشن کرانے کے لئے لاہور تشریف لے گئے تھے۔ تو آپ کے حکم سے احمدی علماء کا ایک وفد چیدہ چیدہ غیر احمدی علماء سے ملاقات کرنے اور ان کے ساتھ دینی مسائل پر گفتگو کرنے کی غرض سے ان کے مکانوں پر گیا تھا۔ منجملہ ان کے جناب سید علی حائری شیعہ مجتہد بھی تھے۔ مجتہد صاحب نے خود تو عدم فرصت کا عذر پیش کر کے تبادلہ خیالات کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر ان کے ایک تلمیذ مرزا احمد علی صاحب نے جو وہاں موجود تھے۔ ہمارے علماء کو اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ اور قریباً گھنٹہ بھر جو ہمارے علماء وہاں ٹھہرے۔ بالعموم انہی صاحب کے ساتھ روئے سخن رہا۔ گو بعض بعض موقعوں پر مجتہد صاحب خود بھی بعد میں دخل دیتے رہے۔

قریباً اختتام ملاقات کے وقت حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وفات کا مسئلہ زیر بحث آ گیا۔ اور ہماری طرف سے مرزا احمد علی صاحب کو اس بیس ہزار کے انعام کی طرف توجہ دلائی گئی۔ جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے ایسے شخص کو دینے کا وعدہ فرمایا ہے جو کسی فرقہ اسلام کی کسی حدیث کی کتاب میں سے کوئی حدیث مرفوع متصل اس مضمون کی پیش کرے جس میں حضرت مسیح ابن مریمؑ نبی اسرائیلی نبی کا آسمان پر اٹھائے جانے کا بیان ہو۔

مرزا احمد علی صاحب نے غالباً حضرت اقدسؑ کا یہ چیلنج جو کتاب البریہ کے صفحہ ۱۹۲ کے حاشیہ پر درج ہے۔ کبھی نہ دیکھا سنا تھا۔ اس کو سنکر بہت گھبرائے۔ اور کہنے لگے۔ میں اس وقت ایک ضروری تصنیف میں مشغول ہوں۔ اس سے فارغ ہو کر ماہ شوال میں حدیث مطلوبہ پیش کروں گا۔ مجھے چیلنج کا حوالہ بتایا جاوے۔ ہمارے پاس کتاب البریہ وہاں موجود نہ تھی۔ مگر فرودگاہ پر آکر فوراً بیٹے ان کے نام حوالہ بذریعہ کارڈ لکھ بھیجا۔ یہ ۸ جولائی ۱۹۱۵ء کی بات ہے۔ اس کے بعد ان کو ایک جوابی پوسٹ کارڈ ۲۰ نومبر ۱۵ء کو بطور یاددہانی لکھا گیا۔ مگر ابھی تک انکی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا

اس وفد میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب میر محمد اسحٰق صاحب حافظ روشن علی صاحب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل مصری میر قاسم علی صاحب شیخ یعقوب علی صاحب شامل تھے۔

معزز ناظرین! آپ نے دیکھا۔ کہ شیعہ مجتہد اور اسکا مناظر کس طرح اس مقابلہ میں خاموش رہا۔ یہ سب اسی لئے ہے کہ خدا کا ہم سے وعدہ ہے کہ وہ ہمیں غیر متبعین مسیح موعودؑ پر غالب رکھیگا۔ پس میرے احمدی بھائیو! آپ مناظروں میں علم و عقل پر بھروسہ نہ کیا کریں بلکہ خدا سے دعا مانگیں اور اسکی جناب سے نصرت طلب کریں اور اس علم کلام سے کام لیا کریں۔ اور ان اصول کو ہاتھ میں لیکر مباحثہ کیا کریں جو ہمارے امام پاک نے ہمیں سکھایا۔

مکہ میں قربانی کا گوشت

ایک صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے یہ سوال کیا کہ۔

جب اللہ تعالیٰ بار بار اسراف سے منع فرماتا ہے اور واقعہ میں اسراف جائز نہیں۔ تو پھر حج کے موقعہ پر کیوں اسراف کو جائز رکھا گیا ہے۔ مثلاً وہاں پر لکھوکھا آدمی ہوتے ہیں۔ اور تقریباً سب قربانی کرتے ہیں اور بعض دو دو بھی کرتے ہیں۔ خود کھاتے بھی نہیں۔ نہ ہی اقربا ان کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس جگہ کے لوگ بھی شاید نہیں کھاتے۔ تو وہ گوشت پوست کیوں ضائع کیا جاتا ہے۔ یعنی صرف جانوروں کے حوالے کیا جاتا ہے۔ اگر یہ سب روپیہ تبلیغ اسلام وغیرہ میں خرچ کیا جاتا تو کیا قربانی ادا نہ ہو جاتی اگر یہ اسراف نہیں تو کیوں

اس کا جواب حضور نے یہ لکھوایا کہ "قربانی مکہ میں سب لوگ نہیں کرتے کثرت سے لوگ ہوتے ہیں جو نہیں کرتے۔ کم ہوتے جو کرتے ہیں۔ سوائے ان بدوں بادیہ نشینوں کے جو ذاکر کیا ہے کے ناقابل سمجھتا ہے۔ باقی سب لوگ کھاتے ہیں۔ بیمار بکرے پھکوا دیئے جاتے ہیں۔ پانچ چھ لاکھ آدمی مکہ کی آبادی ہمیشہ ہوتا ہے اور بکرے پچاس ساٹھ ہزار سے زیادہ نہیں ہوتا تین دن میں اتنا بکرا اتنی آبادی میں کھایا جاتا ہے۔ کچھ بڑی بات نہیں اور بعض لوگ تو ایسے بھی ہوتے ہیں جو گوشت سکھا لیتے ہیں پس جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہاں کی قربانی ضائع جاتی ہے وہ یا تو ایسے لوگ ہیں جنہوں نے وہاں کی حالت کو دیکھا نہیں محض قیاس سے کام لے لیا ہے اور یا ایسے لوگ ہیں جو وہاں گئے تو ہیں۔ مگر گہری نگاہ سے نہیں دیکھا۔ میں اکیلے نے سات دنبے کئے تھے۔ اور دوسرے دوستوں نے بھی کئے تھے۔ قریباً گیارہ تھے۔ ہم کل پانچ چھ آدمی تھے چار دنبے تو وہیں غرباء چھین جھپٹ کر لے گئے تھے۔ باقی تین وہاں ڈیرہ پر آکر غرباء میں تقسیم کر دیئے۔ کسی نے نہیں کہا۔ کہ ہم کو گوشت کی ضرورت نہیں۔ میں نہیں جانتا۔ کہ پھر کس طرح کہا جاتا ہے۔ کہ وہاں گوشت ضائع جاتا ہے۔ وہ نظارہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ کہ ہزارہا آدمی ٹوکروں میں گوشت بھر کر اپنے گھروں میں لیجا رہے تھے۔ کوئی نہیں چاہتا تھا۔ کہ گوشت پھینک دے۔ ہاں پہرہ لگا ہوا تھا۔ وہ جبراً بکروں کو پکڑ پکڑ کر دیتے تھے۔ اور اگر کوئی بیمار بکرا ہوتا تھا۔ تو پھکوا دیتے تھے۔ یہ اعتراض آریوں کا بنایا ہوا ہے۔ واقعات سے ناواقف انسان جو چاہے بنالے۔ وہ قیاس کرتے ہیں۔ کہ چھ لاکھ آدمی جاتا ہے حج کے لئے اور چھ لاکھ بکرا ذبح کرتا ہوگا۔ اور ایک آدمی ایک بکرا کھا نہیں سکتا۔ پس گوشت سڑ جاتا ہوگا۔ نادانی سے بعض مسلمانوں نے بھی اس حساب کو صحیح سمجھا۔ حالانکہ قربانی صرف تمتع کرنے والے پر واجب ہے صرف حج کرنے والے پر نہیں۔ اور اکثر لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں جو صرف حج کرتے ہیں۔ اور اگر خیالی طور پر یہ بھی سمجھ لیا جائے کہ وہاں کچھ بکرے ضائع ہو جاتے ہیں۔ تو میں تو اس کو بھی ناپسند نہیں کرتا۔ اس میں بڑی حکمتیں ہیں۔ اگر ایسا ہو جائے اگو ایسا ہوتا نہیں۔ اس لئے ابھی اس کے متعلق دلیل دینے کی ضرورت نہیں ؛

ایک افترا کی تردید

بخدمت اڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ یہ چند کلمہ جو ذیل میں لکھتا ہوں اخبار میں درج فرما کر ممنون فرماویں۔ شیخ محمد جان صاحب وزیرآبادی نے کچھ میری بابت مرزا سلطان احمد صاحب کی نسبت پیغام میں تحریر کیا ہے وہ خلاف واقعہ ہے۔ میں نے جو کچھ ان سے کہا تھا وہ یہ ہے کہ تم اور تمہارے لاہور کے پیغامی پارٹی کے لوگ حضرت صاحب کے صاحبزادوں کی بے ادب بیان کرتے ہو۔ یہ بہت برا کام ہے مرزا سلطان احمد صاحب سے مرزا صاحب بیزار رہتے تھے۔ کچھ نہ کچھ تعلق تھا چنانچہ میں نے سنا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک رویا میں دیکھا کہ حضرت صاحب کھڑے ہیں اور مرزا سلطان احمد صاحب بھی آپ کے پاس کھڑے ہیں۔ اور وہاں ایک جگہ پر چار کرسیاں بچھی ہیں حضرت مسیح علیہ السلام نے مرزا سلطان احمد صاحب سے کہا کہ ایک کرسی پر تم بیٹھ جاؤ۔ اس خواب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا سلطان احمد صاحب ریاست بہاولپور میں وزارت کی کرسی پر متمکن ہو گئے جہاں تین ممبر پہلے موجود تھے۔

تو پھر وہ لڑکے جو علاوہ بیٹا ہونے کے پیرو اور فرمانبردار بھی ہیں ان سے حضرت صاحب کس قدر پیار اور محبت کرتے ہونگے اور خود حضرت صاحب نے آمین میں لکھا ہے۔ لخت جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا جس سے سراسر محبت اور پیار ٹپکتا ہے۔ ان سے عداوت رکھنا اور ان کی اہانت کرنا مسیح السلام کو بھلا کس طرح پسند ہوگا۔ مطلب یہ تھا کہ تم عداوت سے باز آؤ اور میاں محمود وغیرہ حضرت صاحب کی اولاد سے محبت کرو انہوں نے کچھا اور رنگ میں مضمون کو ڈھال لیا جس سے میں بری ہوں لا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ اڈیٹر اب اس بیان کے بعد ذرا وزیرآبادی شیخ کی تحریر بھی پڑھ لیجئے۔ جو یہ ہے ؛

"حضرت میر صاحب نے خاکسار کو سنایا تھا حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ چار کرسیاں بچھی ہیں تین پر ہیں اور ایک خالی پڑی ہے۔ سامنے سے مرزا سلطان احمد خانصاحب آگئے تو میں مرزا سلطان احمد خانصاحب کو کہا ہے کہ چوتھی کرسی پر آپ بیٹھ جائیں + + + ممکن ہے کہ تین کو چار کرنیوالا آخر مرزا سلطان احمد خان صاحب ہی ہوں" ؛

گویا مرزا سلطان احمد صاحب کے خواب کو حضرت مسیح موعود کا کشف بنا لیا۔

افسوس ہے ان لوگوں نے صداقت کے ساتھ اپنی عزت ایمانی کو بھی جواب دیدیا۔ حضرت مسیح موعود جس فرزند گرامی کی پیدائش کے لئے ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی فرماتے ہیں۔ اور سبز اشتہار میں لکھتے ہیں کہ یکم دسمبر ۱۸۸۹ء تک پیدا نہیں ہوا۔ یہ اسے بہت جیسے کا پیدا شدہ بتاتے ہیں اور پھر مصلح موعود کے لئے غیر احمدی ہونا بھی کچھ روک نہیں سمجھتے۔ صرف اتنی سی بات پر استحقاق پیدا ہو گیا کہ وہ آنحضرت صلعم کے بعد کسی نبی کو نہیں مانتا ؛

پیغام والے اپنے مسلمہ ملہم کو کیوں نہیں مانتے

میر عابد علی شاہ ساکن بدوملہی کے الہامات کی طرف ہم نے کبھی خاص توجہ نہیں کی کیونکہ وہ اپنے ساتھ خدا کی فعلی شہادت نہیں رکھتے۔ اس بیچارے کے دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے اور پھر خود بیعت کی توفیق پانے کے فتنہ پردازوں نے انداز دن کے ساتھ اس کا سبیل جول ثابت کرتا تھا کہ ابھی وہ ان لوگوں سے نہیں حق شیطانی تسلط سے پاک کئے جاتے ہیں مگر پیغام والوں نے مدت سے شور مچا رکھا ہے۔ اور حال میں مولوی محمد علی صاحب نے پھر اسے دہرایا ہے کہ ترجمہ انگریزی خدا کی درگاہ میں مقبول ہو چکا ہے۔ یہ الہام اسی میر عابد علی شاہ کا ہے پس جب اس الہام پر ایمان لا کر وہ ہمیں ملزم ٹھہراتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس کے دوسرے الہام "میں خلیفہ اور قدرت ثانی ہوں" پر ایمان نہیں لاتے۔ اور جیسا ان کی اور شہادتیں بڑے فخر سے درج اخبار کیا کرتے ہیں یہ شہادت بھی درج کریں ؛

ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

تصدیق المسیح ؑ

تیسری آیت کے صحیح معنے

*اور وہ یہ ہے۔ کہ قولہ تعالےٰ انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون۔ اس کا مطلب آپ یہ لیتے ہیں۔ کہ حضرت عیسےٰ ؑ کا وجود قیامت کا علم ہے۔ کیونکہ قرب قیامت کے وقت اسکا نزول ہوگا۔

*آگے تیسری آیت بھی حیات مسیح ؑ کے ثبوت میں پیش کیجاتی ہے۔

اب غور کرنیکا مقام ہے۔ کہ اگر انہ کی ضمیر حضرت عیسےٰ ؑ کی طرف پھیری جائے۔ تو اس آیت کے کیسے بھدے معنے ہو جاتے ہیں۔ یعنے چونکہ حضرت عیسےٰ نے قیامت کے قریب نزول کرنا ہے اسواسطے تم قیامت کے متعلق شک نہ کرو۔ اور مجھے بھی مان لو اب ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ کیسی بودی دلیل ہو جاتی ہے قیامت اور رسول کریم صلعم کو تو دم نقد منوایا جاتا ہے۔ اور حضرت عیسےٰ ؑ کا نزول قیامت کے قریب کیا جاتا ہے۔ یہ دلیل کسطرح بن سکتی ہے اس کی تو ایسی مثال ہے۔ کہ کوئی مدعی نبوت کھڑا ہو۔ اور کہے چونکہ ہزار سال کے بعد یہ سلسلہ تناسل میاں بیوی سے منقطع ہو جائیگا۔ اور آدمی زمین سے اگا کریں گے۔ لہذا تم مجھ کو مانو اور خدا پر شک نہ کرو۔ کیسی لغو دلیل ہو جاتی ہے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ اس سورت میں کئی جگہ انہ آیا ہے۔ پہلے رکوع میں آیا وانہ فی ام الکتاب قرآن کریم کی طرف ضمیر جاتی ہے۔ پھر چوتھے رکوع میں آتا ہے۔ وانہ لذکر لک ولقومک قرآن کریم کی طرف جاتی ہے۔ اسیطرح وانہ لعلم للساعۃ کی ضمیر بھی قرآن کریم کیطرف جاتی ہے۔ کہ قرآن کریم قیامت کے ثبوت میں بڑے اعلےٰ اعلےٰ دلائیل پیش کرتا ہے پھر تم کیوں شک کرتے ہو۔ اور انہ کی ضمیر کو حضرت عیسےٰ ؑ کیطرف پھیرنے میں بھی ہمارا مطلب حاصل ہے۔ یہ کہ جب مسیح علم الساعۃ ہوئے۔ تو اسکے اگلے رکوع میں خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ وعندہٗ علم الساعۃ والیہ ترجعون تو اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ حضرت عیسےٰ ؑ خدا کے پاس ہیں۔ انھوں نے واپس نہیں آنا۔ بلکہ تم بھی خدا کے پاس جاؤ گے۔

.. ..

وفات مسیح کا ثبوت

اختصار کے طور پر ایک آیت میں لکھتا ہوں جس سے کہ بڑی وضاحت کے ساتھ وفات مسیح ؑ ثابت ہوتی ہے۔ اور آپ کے مولویوں کا بھی دم خشک اور ناطقہ بند کر دیتی ہے۔ مَا قُلتُ لہم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم و انت علےٰ کل شیء شہید۔

قیامت کے روز خدا تعالےٰ حضرت عیسےٰ ؑ سے سوال کریگا کہ کیا تو نے لوگوں کو یہ کہا۔ کہ وہ تجھ کو اور تیری والدہ کو خدا کہیں حضرت عیسےٰ فرما دیں گے۔ سبحانک تو پاک ذات ہے میں تیرے ساتھ شریک ٹھہرانے کی تعلیم کسطرح دے سکتا تھا۔ میں نے تو ان کو یہی کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی اور تمہارا بھی رب ہے۔ اور میں ان کا نگران تھا۔ جبتک میں ان میں رہا۔ یعنے وہ اسوقت اس شرک میں مبتلا نہ تھے۔ فلما توفیتنی۔ پس جب تو نے میری وفات کر دی۔ کنت انت الرقیب علیہم پھر تو ہی ان کا نگران تھا۔ کیونکہ تیرے آگے کوئی چیز مخفی نہیں۔ پس غور فرماویں۔ حضرت عیسےٰ ؑ اپنی جماعت کی نگرانی کے ترک کرنے کا سبب وفات بیان کریں گے۔ یہ نہیں کہیں گے کہ چونکہ آپنے مجھے تو آسمان پر اٹھا لیا تھا۔ اس لئے میں تو نگرانی نہیں کر سکتا تھا۔ پھر تو آپ ہی ان کے نگران تھے۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ آیا حضرت عیسےٰ اپنی جماعت کی نگرانی کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر کرتے ہیں تو دکھاؤ کہاں ہیں۔ اگر نہیں کرتے۔ تو یقیناً وہ فوت ہو گئے ہیں کیونکہ نگرانی کی مانع چیز جو بیان کرتے ہیں تو صرف وفات ہے۔ لہذا اب چونکہ حضرت مسیح ؑ عیسائیوں پر نگران نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ ؑ فرماتے ہیں۔ کہ میری زندگی میں انھوں نے شرک نہیں کیا ہاں جب میری توفی ہو گئی۔ تو پھر جیسا آپ فرماتے ہیں۔ انھوں نے شرک کیا پس جب ان کا مشرک بننا حضرت عیسےٰ ؑ کی وفات کے بعد ہے۔ تو ہم کو دیکھنا چاہیئے۔ کہ وہ مشرک ہو گئے ہیں۔ یا نہیں۔ تو واقعات اور قرآن سے ہم کو معلوم ہوتا۔ کہ وہ مشرک ہو گئے ہیں۔ جیسے خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم اور لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثۃ۔ اللہ فرماتا ہے۔ ان لوگوں نے کفر کیا۔ جنھوں نے ابن مریم کو خدا کہا یا اللہ کو تین میں سے ایک خدا کہا۔

پس جب ان کا مشرک ہونا ثابت ہو گیا۔ تو حضرت عیسےٰ ؑ کا فوت ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ کیونکہ حضرت عیسےٰ ؑ خدا کے آگے فرما دیں گے۔ کہ عیسائی میری وفات کے بعد بگڑے ہیں اسکے علاوہ توفیتنی کے معنے پورا بھر لینے کے کرکے اگر حضرت عیسےٰ ؑ کو زندہ آسمان پر مانا جائے۔ تو حضرت عیسےٰ ؑ کو پھر نہایت سخت بدی کا مرتکب ماننا پڑیگا یا انکے دوبارہ آنے سے انکار کرنا پڑے گا۔ وہ اس طرح کہ جب انھوں نے اپنی وفات سے پہلے زمین پر اترنا ہے۔ اور بڑے جنگ وجدال کرنے ہیں۔ اور عیسائیوں کی صلیبیں توڑنی ہیں۔ تو خدا تعالےٰ کے سامنے ان کا یہ جواب غلط ٹھیرتا ہے۔ کہ الٰہی میرے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے تو انھوں نے مجھے اور میری ماں کو خدا نہیں بنایا۔ اس کے بعد کا تجھے ہی علم ہے۔ اگر انھوں نے دوبارہ آکر صلیبیں توڑنی ہوتیں۔ تو یہ جواب ٹھیک ہو سکتا تھا۔ علاوہ اسکے خدا تعالےٰ پر بھی الزام آئیگا۔ کہ جس صورت میں اس نے مسیح ؑ کو انیس سو برس سے زیادہ آسمان پر رکھا۔ پھر نامعلوم وقت میں اس کو زمین پر نازل کریگا۔ اور وہ زمین پر اتر کر وہ کام کریگا۔ کہ کسی رسول اور نبی کو نصیب نہیں ہوا حتےٰ کہ خاتم المرسلین بھی کہتے ہیں۔ کہ اگر سات یا دس یہودی بھی مجھ پر ایمان لادیں تو میں اپنے آپ کو کامیاب سمجھوں گا۔ حضرت مسیح آکر وہ قدرت قدسیہ دکھائیں گے۔ کہ تمام یہودی اور تمام عیسائی ان کو مانکر اسلام قبول کریں گے۔

ایسی صورت میں قیامت کو خدا تعالےٰ کا حضرت مسیح ؑ پر یہ سوال کرنا کہ ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰہین من دون اللہ بہت بے جا ٹھہرے گا۔ اور اس کے کام کی سخت ناقدری ہوگی۔ حالانکہ خدا سے بڑھ کر کوئی قدردان نہیں۔ اس کی تو ایسی مثال ہے۔ کہ ایک بادشاہ کے ملک میں فساد پڑ جائے۔ اور بغاوت پھیل جاوے۔ اور رعیت کسی اور کو اپنا بادشاہ بنا لے اس وقت بادشاہ

اپنے ایک سپہ سالار کو بغاوت دور کرنے کے لئے منتخب کرے۔ اور وہ جا کر تمام باغیوں کو قتل کر کے ملک میں بالکل امن وامان قائم کر دے۔ جب وہ واپس بادشاہ کے پاس جائے۔ تو بجائے اس کے کہ بادشاہ اس کے کام کے عوض اعلےٰ سے اعلےٰ انعام واکرام اس پر کرے۔ یہ سوال اٹھائے۔ کہ یہ ملک میں بغاوت تو نے پھیلائی تھی یہ سوال اس کے لئے کسقدر دلشکنی کا باعث ہوگا۔ اور بادشاہ کو انصافاً یہ سوال کرنا کب جائز ہو سکتا ہے ٭

پس جس صورت میں اتنے بڑے کام کے لئے خدا تعالےٰ نے مسیح کو منتخب کر رکھا ہے۔ اور انھوں نے ایسا کام کرنا ہے کہ حضرت نبی کریمؐ بھی اس سے عاجز رہے جتنی کہ دس بارہ یہود یوں) کو بھی مسلمان نہ کر سکے پھر انصاف تو یہ چاہتا ہے۔ کہ نبی کریمؐ سے بھی بڑھ کر ان کو انعام دیا جائے۔ نہ کہ ایک ناجائز سوال کر کے ان کے کام کی ناقدری کی جائے۔ اور ان کو بجائے اعلیٰ انعام دینے کے ان کی دلشکنی کی جائے۔ پس آپ غور فرما دیں۔ اور حق طلبی کو مدنظر رکھیں۔ اور حضرت خاتم المرسلین کی عزت کا بھی پاس ضرور رکھیں۔ پھر نبی کریمؐ نے اقول کما قال العبد الصالح عیسےٰ بن مریم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم کہکر بتا دیا۔ کہ اس کے معنے وفات کے ہیں ٭

مذاکرہ علمیہ

"اس عنوان کے ماتحت جو مضمون شائع ہوگا۔ اُسے بطور فیصل شدہ امر کے نہ سمجھا جائے۔ بلکہ ایسے مضامین جماعت کے علماء کیلئے ہیں کہ وہ اسپر مذاکرہ فرما کر کسی نتیجہ تک پہنچیں" ٭ (ایڈیٹر)

سوال:۔ قرآن کریم نے اکملت لکم دینکم فرما کر پھر بھی بعض مسائل میں کتب سابقہ کا ہی محتاج رکھا۔ جیسے آیت الرجم کیا یہ کتاب کے کمال میں نقص نہیں؟

جواب:۔ قرآن کریم اپنے دعوے میں صادق ہے۔ ہمیں کسی مسئلہ میں کتب سابقہ کی ضرورت نہیں۔ رجم کا حکم قرآن کریم میں موجود ہے ٭

قرآن کریم اور احادیث سے زانی کے لئے تین قسم کی سزائیں ظاہر ہوتی ہیں۔ (۱) رجم (۲) مائۃ جلدۃ وتعذیب عام (۳) لعان بعد از شہادت اربعہ۔ ان ہر سہ سائل کو اللہ تعالےٰ نے دو سورتوں میں جدا جدا بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"والّتی یاتین الفاحشۃ من نسائکم فاستشھدوا علیھن اربعۃ منکم فان شھدوا فامسکوھن فی البیوت حتےٰ یتوفھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا" یعنے اگر کسی عورت کے زنا پر چار شاہد موجود ہوں۔ تو جب تک کہ حکام وقت کی طرف سے فیصلہ نہ ہو اس وقت تک کسی انسان کو لازم نہیں۔ کہ اسے گھر سے باہر نکالے۔ یا خود ہی انتقام کر لینے کا قصد کرے۔ جیسا کہ بعض نادان نویں کر لیا کرتی ہیں۔ اور اس سزا کو حتےٰ یتوفھن الموت او یجعل اللہ لھن سبیلا سے بتلایا ہے یعنی مقتضائے حالت کے ماتحت حاکم وقت موت کی سزا دیگا یا دوسری سبیل اختیار کریگا۔ جسکا سورۂ نور میں ذکر ہے اور موت کے لفظ سے حد کامل کی طرف اشارہ کیا ہے جس سے زائد اور کوئی دوسری حد ہو ہی نہیں سکتی۔ چنانچہ ثیّب الزانی کیلئے (خواہ مرد ہو یا عورت) جو کہ ایک حد تک اپنی شہواتی قوا کو پورا کر چکے ہوتے ہیں۔ موت یعنی رجم کی صورت اختیار کی گئی ہے۔ جس سے کہ ولیشھد عذابھما طائفۃ من المومنین کے ماتحت دنیا کو عبرت دلانی اور اس کے گناہوں کی کامل سزا اسی دنیا میں دینی مقصود ہے (۲) جو بیاہے نہیں گئے۔ انہیں ایک حد تک معذور خیال کر کے سزا میں ان کے لئے تخفیف کی گئی ہے۔ یعنی علےٰ رؤس العالمین مائۃ جلدۃ کا حکم صادر فرمایا گیا۔ الزانیۃ والزانی فاجلدوا کل واحد منھما مائۃ جلدۃ۔ اور دیکھا گیا ہے کہ انسان جس فعل کا عادی ہو جاتا ہے۔ باوجود ہزار تجربہ کے اگر اسے پھر اس فعل کے کرنیکا موقعہ ملجائے۔ تو دریغ نہیں کرتا۔ اسلئے فطرت انسانی پر غور کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرد کے لئے تعزیب عام کی بھی شرط لگا دی۔ او ینفوا من الارض۔ کہ نہ ایک دوسرے کو ملیں گے اور نہ ہی کسی بدی کے مرتکب ہونگے۔ اور سال کی جدائی میں طرفین کے جذبۂ عشق کا بھی خاتمہ ہو جائیگا۔ (۳) علاوہ ازیں ادنیٰ اقسم کے انسانوں تک میں بھی یہ امر رکوز ہے۔ کہ وہ عورت کی عزت کو اپنی عزت سمجھتا ہے۔ ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔ اور جب وہ کسی معاملہ کو پیش کریگا۔ تو لامحالہ اپنی خداداد عزت کا چاک کرنے والا آپ ہی ہوگا ٭

پس ایسی صورت میں جہاں کذب کا احتمال بہت ہی کم ہے فریق ثانی کے انکار پر اللہ تعالےٰ نے بدوں شہادت غیری ہر دو کی صرف چار شہادت اور پانچویں لعنت کو ہی کافی قرار دیا ہے۔ والذین یرمون ازواجھم ۔ ۔ ۔ ۔ والخامسۃ ان غضب اللہ علیھا ان کان من الصادقین۔ یعنے اگر مرد کے پاس سوائے اپنے نفس کے اور کوئی دوسرے شہداء نہوں۔ تو ہر دو مرد وعورت چار چار بار شہادت باللہ کے بعد پانچویں بار ایک دوسرے پر لعن کریں ٭

الغرض یتوفھن الموت سے رجم اور او یجعل اللہ لھن سبیلا سے سورہ نور کی مائۃ جلدۃ اور لعان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث (سورہ نور کی آیات) قال خذوا عنی خذوا عنی قد جعل اللہ لھن سبیلا رواہ مسلم۔ سے ظاہر ہے اور چونکہ عموماً مرد کو نکالا نہیں جاتا۔ اور نہ ہی اس کے نکالنے سے کوئی حرج لازم آتا ہے۔ اس لئے فامسکوھن فی البیوت سے امر قابل اصلاح کا ذکر فرمایا۔ اور چونکہ عورتوں پر بڑے بڑے مظالم ہوتے ہیں۔ اس لئے آیت کا ابتداء وانتہا عورتوں ہی سے کیا گیا ہے۔ کہ جب ایسے معاملات میں بھی جن کے باعث ان کی زندگی کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ ان سے بدسلوکی جائز نہیں۔ تو دوسرے معاملات کسقدر قابل غور ہیں۔ اور جبکہ ایسی قابل رحم مخلوق کو موت یعنی رجم کی سزا دی جا سکتی ہے۔ تو مرد تو بصورت اولیٰ اس کا مستحق ہے ٭

(سید محمود عالم عفی اللہ عنہ)

اخباری ہفتہ

اس ہفتہ میں ترجمان۔ رسالت اقدام کا داخلہ پنجاب گورنمنٹ نے پنجاب میں بند کر دیا ہے۔ یہ اخبار لاہور میں سینکڑوں کی تعداد میں اگر روزانہ فروخت ہوتے تھے۔ اور دیہات تک پہنچ گئے تھے بہت اچھا ہوا ٭ (۲) سراج الاخبار جہلم سے ۲۷ دسمبر ۱۹۲۵ء کے ایک مضمون کی وجہ سے تین ہزار روپیہ کی ضمانت طلب کی گئی ہے۔ (۳) اخبار عام سے جو مزید ضمانت طلب کیگئی تھی وہ معاف ہوگئی ہے ٭

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ + نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

خطبہ جمعہ

از مولانا مولوی محمد سرور شاہ صاحب

مورخہ ۱۱ فروری سنہ ۱۹۱۶ء

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ ط لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّکُمْ بَلْ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ط لِکُلِّ امْرِیٍٔ مِّنْھُمْ مَّا اکْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۝ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِھِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا ھٰذَآ اِفْکٌ مُّبِیْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ شُھَدَآءَ ج فَاِذْ لَمْ یَاْتُوْا بِالشُّھَدَآءِ فَاُولٰٓئِکَ عِنْدَ اللّٰہِ ھُمُ الْکٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ لَمَسَّکُمْ فِیْ مَآ اَفَضْتُمْ فِیْہِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَہٗ بِاَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاھِکُمْ مَّا لَیْسَ لَکُمْ بِہٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَہٗ ھَیِّنًا ق وَّھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ ۝ وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ قُلْتُمْ مَّا یَکُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَکَلَّمَ بِھٰذَا ق سُبْحٰنَکَ ھٰذَا بُھْتَانٌ عَظِیْمٌ ۝ یَعِظُکُمُ اللّٰہُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِہٖٓ اَبَدًا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَیُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ ط وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ وَاَنَّ اللّٰہَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ۝

قرآن مجید میں ہمارے لئے ہدایت و نور

قرآن کریم کی ہر سورۃ اور ہر رکوع کو اگر انسان غور سے دیکھے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنے اندر جامع ہدایت رکھتا ہے۔ سورہ فاتحہ جو ایک چھوٹی سی سورۃ ہے۔ اور جس کو ان پڑھ مسلمان بھی نمازوں میں کئی بار دہراتا ہے۔ اس میں ہی خداتعالیٰ نے انسان کی نجات اور دین و دنیا کی ترقی کے لئے ایسی ہدایات فرما دی ہیں۔ کہ اگر انہیں پر عمل کیا جائے۔ تو انسان کسی اور بات کا محتاج نہیں رہتا۔ تو خداتعالیٰ نے ہر ایک چھوٹی سی چھوٹی سورۃ میں انسانی ہدایت اور کامیابی کے لئے راہ بتا دی ہوئی ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ بعض سورتوں کو بعض امور سے ایسی خاص مناسبت ہے۔ جو دوسری سورتوں کو نہیں ہے۔ ہدایت کے لئے تو ہر ایک سورہ جامع ہے۔

قرآن مجید میں سورہ نور کا درجہ

لیکن بعض باتوں میں بعض سورتوں کو خصوصیت بھی ہے۔ میں نے عام طور پر سورہ نور پر غور کیا ہے جس سے مجھے پتہ لگا ہے۔ کہ ابتدا سے لیکر قیامت تک امت محمدیہ کو جتنے ابتلا اور ٹھوکریں ایسی لگنے والی تھیں۔ کہ جن سے قومیں تباہ و برباد ہو جاتی ہیں۔ ان سب کو اس میں بیان کر دیا گیا ہے۔

سورہ نور میں سنی شیعہ کے جھگڑے کا فیصلہ

آپ لوگوں نے تو دیکھا ہے۔ کہ یہ وہ سورۃ ہے جس نے خلافت کے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہوا ہے جس نے خارجیوں اور شیعوں کو تباہ کیا۔ اور جس کی تباہی نے غیر احمدیوں کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ لیکن اس فیصلہ کو کوئی نہ سمجھا۔ حتیٰ کہ ہم میں جو خداتعالیٰ کا برگزیدہ آیا اس نے آکر اس کی تشریح کی۔ اور سمجھایا۔ پہلے اس بات پر جھگڑا ہوا کرتا تھا کہ حضرت ابوبکرؓ کی خلافت منصوص ہے۔ یا غیر منصوص۔ سنی کہتے کہ منصوص کا نام ہی نہ لو۔ کیونکہ شیعوں سے اس بات پر گفتگو کرنے سے ایسے تنگ اور عاجز آگئے تھے۔ کہ کہتے ہیں ان سے اس معاملہ میں گفتگو ہی نہ کرنی چاہیئے۔ ہم تو ان کے بزرگوں کو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ اور یہ ہمارے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں۔ انہی باتوں کی وجہ سے دونوں فریق کسی فیصلہ تک نہ پہنچ سکے۔

سورہ نور کی ایک آیت میں خلافت کا فیصلہ

مگر ہم میں جو خداتعالیٰ نے ایک انسان بھیجا۔ اس نے آکر سب جھگڑوں کا فیصلہ کر دیا۔ اور اس فیصلہ کے لئے ایک ہی آیت پیش کی جو اسی سورہ نور میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصّٰلحٰت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الفٰسقون (۲۴ - ۵۴) اللہ تعالیٰ نے تم میں سے مومنوں کے ساتھ جو عمل صالح کرنے والے ہیں۔ وعدہ کیا ہے۔ کہ ان کو اسی طرح کا خلیفہ بنائیگا جس طرح کا ان سے پہلوں کو بنایا تھا۔

خلفاء کے نشان

اس کے بعد ان خلیفوں کی علامتیں بتا دیں۔ کہ **پہلی علامت** ان بننے والے خلیفوں کی یہ ہوگی۔ کہ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم جس دین کو خدا ان کے لئے پسند کریگا اسے تمکین ہوگی یعنی خواہ ساری دنیا انکے مقابلہ کے لئے کھڑی ہو جائے لیکن ان کے دین کو اکھیڑ نہ سکیگی۔ بلکہ وہ مضبوط ہی ہوتا جائیگا یہی ایک اتنا بڑا نشان ہے۔ کہ اگر اور کوئی بھی نشان نہ ہو۔ تو اس سے ہی ہر ایک انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ جس کو اکھیڑنے کے لئے ساری دنیا زور لگائے۔ لیکن اس کا قدم ان کے مقابلہ میں ذرا بھی اکھڑ نہ سکے۔ تو یقین کر لینا چاہیئے کہ وہ دین ضرور خدا کی طرف سے ہے۔ کیونکہ باطل کے پاؤں نہیں ہوتے **دوسری علامت** یہ بتائی۔ کہ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا۔ ان پر خوف و خطر کے دن آئینگے۔ مگر خدا ان کو امن سے بدل دیگا۔ **تیسری بڑی علامت** یہ بتائی۔ کہ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا جب کوئی انسان حکومت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ خواہ وہ حکومت روحانی ہو جیسا کہ خلفا کی دلوں پر ہوتی ہے۔ یا جسمانی جیسا کہ بادشاہوں کی ملکوں پر ہوتی ہے۔ دونوں قسموں میں جس وقت انسان بے خوف ہو جاتا ہے۔ اور تمام دشمنوں کو مغلوب کر لیتا ہے۔ تو اس وقت جتنی خباثتیں ان کے اندر چھپی ہوتی ہیں۔ وہ ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اگر کوئی نفس پرست ہے تو نفس پرستی میں لگ جاتا ہے۔ اگر کوئی شہوت پرست ہے۔ تو اس میں مشغول ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی ظالم اور حرام خور ہے۔ تو اسے ظلم اور حرام خوری کا خوب موقع مل جاتا ہے۔ مگر خداتعالیٰ کہتا ہے۔ کہ جن انسانوں کو میں خلیفہ بناؤنگا وہ شیطانی افعال سے محفوظ ہونگے۔ اور

ان کی یہ حالت ہوگی۔ کہ اس کامیابی کے بعد بھی وہ میری ہی عبادت کرینگے۔ اور میری ہی پرستش کرین گے۔ نہ کہ اپنی خواہشوں اور تمناؤں کی پیروی میں لگ جائینگے۔

خلیفہ خدا بناتا ہے

اس وقت خدا تعالیٰ نے ایسے ہی فرمان بردار اور مخلص بندون کو جیسا کہ پہلے تھے خلیفہ بنا کر بتا دیا ہے۔ کہ خلیفہ بنانا میرا کام ہے۔ اور جب خدا نے کہہ دیا۔ کہ میں ضرور خلیفہ بناؤنگا اور حلف اٹھا کر کہدیا۔ تو ضرور ہے۔ کہ خلیفے ایسے ہی ہون جن کو خدا بنائے۔ پس نہ کسی مجلس اور کمیٹی نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ شوریٰ نے۔ یہ خدا کا کام ہے۔ ہمارا صرف یہ کام ہے کہ خدا کے بنے ہوئے خلیفہ کو دیکھ لین۔ دیکھو خدا تعالیٰ نے کہا ہے۔ کہ زمین اور آسمان ہم نے بنایا ہے۔ اب یہ نہیں کہ کوئی کمیٹی اور مجلس اس کے بنانے کے لئے بیٹھے۔ بلکہ ہر ایک انسان کا یہی کام ہے۔ کہ ان بنے ہوؤں کو دیکھ لے۔ اسی طرح خدا نے بتا دیا۔ کہ خلیفہ میں بناؤنگا۔ اب ہمارا یہ کام نہیں۔ کہ خلیفہ بنائیں۔ بلکہ یہ کہ دیکھین۔ وہ کون ہے جسے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔

ایک لفظ میں احمدی غیر احمدی کے مابین فیصلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ مغرب کے بعد مجلس میں بیٹھے ہوئے خوشی خوشی فرمایا۔ کہ کوئی ایک ایسی آیت بتاؤ۔ کہ اس کے ایک ہی کلمہ میں حضرت مسیح کا جھگڑا صاف ہو جائے۔ کسی کا ذہن کسی طرف گیا۔ اور کسی کا کسی طرف پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود فرمایا۔ کہ کما استخلف الذین میں جو کما کا لفظ آیا ہے۔ یہ سارا فیصلہ کر دیتا ہے اور وہ اس طرح کہ یہ جو جھگڑا ہے۔ کہ مسیح زندہ ہے۔ یا فوت ہو گیا ہے۔ اور وہ دوبارہ آئیگا؟ تو خلیفہ ہو کر آئیگا۔ اور ایسا ہی خلیفہ جیسے کہ پہلے ہوئے ہیں۔ لیکن دنیا میں کوئی ایسا خلیفہ نہیں ہوا۔ کہ پہلے وہ نبی ہو۔ مگر بعد میں خلیفہ بنا دیا گیا ہو۔ خدا تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ میں اسی طرح کے خلیفے بناؤنگا۔ جیسے کہ پہلے ہوئے ہیں۔ مگر مسیح ایسا خلیفہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ پہلا مسیح اب نہیں آسکتا پس لفظ کما نے اس کا فیصلہ کر دیا۔ تو میں نے دیکھا ہے۔ کہ جتنے بڑے بڑے نزاع امت محمدیہ میں ہوئے ہیں۔ یا ہونے والے ہیں۔ ان کا فیصلہ اس سورہ میں موجود ہے۔

اسی سورۃ میں ایک اور جھگڑے کا فیصلہ

دیکھو اسی سورہ میں ایک اور جھگڑے کا فیصلہ ہے جس طرح شیعہ سنیون میں یہ جھگڑا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون خلیفہ ہونا چاہیئے۔ شیعہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کو ہونا چاہیئے تھا۔ مگر نہ ہوا۔ اور سنی کہتے ہیں۔ کہ حضرت ابو بکرؓ کو ہونا چاہیئے تھا۔ اور ہوا۔ اس جھگڑے کا جس طرح اس سورہ نے فیصلہ کر دیا ہے۔ اسی طرح ایک اور جھگڑے کا جو شیعون سنیون میں ہے۔ کہ شیعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات جنہون نے خلفا کی بیعت کی تھی۔ اور ان کی اطاعت میں ہیں۔ خلافت کے لحاظ سے خلفا ان کے مطاع اور وہ ان کی مطیع تھیں۔ گو وہ خلفا کی مائیں تھین۔ اور وہ انکے بچے مگر خلافت کی وجہ سے انہوں نے نہایت اخلاص کے ساتھ ان سے معاملہ کیا۔ اس لئے شیعہ ان پر طعن و تشنیع اور تبرا بازی کرتے ہیں۔

ازواج مطہرات کی تطہیر سورۂ نور میں

میرے خیال میں اس تبرا بازی کا فیصلہ بھی خدا تعالیٰ نے اسی سورہ کی ان آیات میں کر دیا ہے جو میں نے ابھی پڑھی ہیں۔ ایک دفعہ تو خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے لولا اذ سمعتموہ ظن المومنین والمومنٰت بانفسہم خیرا وقالوا ھذا افک مبین اور دوسری دفعہ فرمایا ہے ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحٰنک ھذا بھتان عظیم۔ عموماً مسلمانون نے یہ قصہ تو سنا ہوگا۔ کہ منافقون نے ایک موقع پر جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جنگ میں تھے اور حضرت عائشہؓ آپ کے ساتھ تھین۔ حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا تھا۔ اور اس کو وہ لوگوں میں پھیلاتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب مدینہ میں آئے۔ تو حضور کو اس بات کا پتہ لگا۔ منافقون نے وہاں بھی یہی کرنا شروع کر دیا۔ کہ جس کے پاس جاتے۔ اسے یہی جا کر سناتے۔ اور اس سے ان کے دلوں میں وسوسے ڈالتے۔ وہ مسلمان جو بڑے پکے اور مخلص تھے وہ تو سنتے ہی لاحول پڑھتے مگر جو اصول دین سے ناواقف یا کمزور طبع تھے۔ وہ دہوکے میں آجاتے تھے۔ کیونکہ ان کی نگاہ اس آیت پر ہوتی تھی۔ کہ یاایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا (۴۹-۶) اے مومنون جب کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے۔ تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ اس لئے بعض مسلمان تحقیق کے درپے ہو جاتے۔

اہل بیت و ازواج پر اعتراض [illegible] بہتان عظیم [illegible]

خدا تعالیٰ نے ان آیات میں مسلمانون کو فرمایا ہے۔ کہ کیوں ایسا نہ ہوا۔ یہ ایسا فقرہ ہے۔ جو نہایت رنج اور افسوس کے موقعہ پر بولا جاتا ہے۔ مثلاً ایک باپ اپنے سمجھدار بیٹے یا نوکر کو کہے۔ کہ تم نے کیوں ایسا نہ کیا۔ خدا تعالیٰ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ کہ کیوں ایسا نہ ہوا۔ جب تم نے یہ سنا تھا۔ کہ عائشہؓ جیسی پاک بیوی پر اتہام لگایا جا رہا ہے۔ تو کہتے ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحٰنک ھذا بھتان عظیم۔ کہ ہمارے لئے اجازت ہی نہیں۔ ہمیں جائز اور مناسب ہی نہیں۔ کہ ہم اس بات کو زبان پر لائیں کیونکہ اس سے خدا پر الزام آتا ہے۔ اور خدا پاک ہے۔ دیکھو ایک طرف تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبا فتبینوا جب کوئی فاسق اور بدکار شخص تمہیں کوئی بات سنائے۔ تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔ لیکن یہاں فرمایا ہے۔ کہ کیوں تم نے ایسا نہ کیا کہ سنتے ہی کہہ دیتے۔ کہ یہ بہتان عظیم بہت بڑا بہتان ہے۔ اسی مضمون کو دوسری آیت میں اس طرح فرمایا ہے۔ کہ لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون والمومنٰت بانفسہم خیرا وقالوا ھذا افک مبین۔ کیون نہ ایسا ہوا۔ کہ جب مومنون اور مومنات نے اس بات کو سنا تھا۔ تو اپنی جانوں میں نیک خیال کرتے۔ اور پکار اٹھتے۔ کہ یہ تو کھلا کھلا افترا ہے۔ اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ عجیب بات ہے۔ اس کی وجہ خدا تعالیٰ نے ہی بتا دی ہے

ہر قاعدہ میں کوئی نہ کوئی استثنا

اور وہ یہ کہ دنیا میں جتنے قواعد اور ضوابط ہیں ان میں مستثنیات ضرور ہوتے ہیں۔ دیکھو خدا کا قاعدہ ہے۔ کہ موسم برسات میں بارش ہو۔ مگر بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ بارش کا تمام موسم خشک گذر جاتا ہے۔ میری اپنی ہوش میں بھی ایسا ہوا ہے

توہر ایک قاعدہ میں استثنا ہوتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے قواعد میں وہی استثنا ہوتے ہیں جو وہ خود بتادے۔ یا دکھادے اس کے قواعد میں کسی کو اختیار نہیں۔ کہ خود بنالے ؛

ایک خاص قانون الٰہی

اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے اسی سورہ میں ایک قاعدہ بنا دیا ہے۔ کہ الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت کہ جو ناپاک روحیں ہوتی ہیں۔ ان کا تعلق ناپاک سے ہی ہوتا ہے یعنی جن کے اخلاق۔ عادات اور افعال ناپاک ہوتے ہیں۔ ان کے ساتھی بھی گندے اور ناپاک ہی کام کرتے ہیں لیکن والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت اور جو پاک ہوتے ہیں۔ ان کا تعلق پاکوں سے ہوتا ہے۔ پس یہ تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک پاک انسان کی صحبت میں ایک گندہ اور ناپاک شخص آکر بیٹھے۔ مگر یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ کہ اس پاک انسان کو اس گندے سے دلی محبت اور الفت ہو۔ اسی طرح تم یہ تو دیکھو گے۔ کہ ایک گندہ شخص اچھے انسان کے پاس آکر بیٹھیگا۔ مگر یہ کبھی نہ دیکھو گے۔ کہ اس کو اچھے آدمی سے دلی محبت اور الفت ہو۔ اس کا ضرور کوئی اور مقصد اور مدعا ہوگا جس کے لئے وہ آیا ہوگا۔ اب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ناپاک افعال ناپاک اخلاق اور ناپاک اعمال والے انسانوں کا تعلق پاک لوگوں سے نہیں ہوتا۔ اور پاک لوگوں کا ناپاک انسانوں سے نہیں ہوتا۔ اور جب تم یہ بھی جانتے تھے۔ کہ ازواج مطہرات کا تعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور نبی کریم صلعم کا ان سے۔ اور پھر جب تمہیں یہ بھی معلوم تھا۔ کہ یہ نبی پاک اور راستباز ہے۔ تو کس طرح کسی مومن کے لئے یہ جائز تھا۔ کہ وہ کسی فاسق کے کہنے سے نبی کی بیوی کے متعلق تحقیق کے درپے ہو جاتا ؛

اللہ کی طرف سے خلفاء راشدین کی بریت

جہاں خدا تعالیٰ نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے۔ وہاں یہ بھی فرما دیا ہے۔ کہ اولٰئک مبرؤن مما یقولون۔ یہ لوگ پاک ہیں۔ ان الزاموں سے جو ان پر لگائے جاتے ہیں۔ کیونکہ جو پاکوں سے محبت اور الفت کے تعلق رکھتے ہیں۔ اور پاک لوگ ان سے رکھتے ہیں۔ وہ ایسے گندے اور ناپاک الزاموں سے پاک ہوتے ہیں ؛

میں نے ایک دفعہ مضمون لکھا تھا۔ اس میں میں نے لکھا تھا کہ اس آیت میں شیعوں کے پیدا ہونے کے متعلق پیشگوئی ہے۔ کہ جو کچھ کہتے ہیں یا آئندہ کہینگے ان الزامون سے یہ ازواج مطہرات و خلفاء بری ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ اس وقت شیعہ پیدا نہیں ہوئے تھے۔ مگر اسی وقت خدا نے بتا دیا تھا۔ کہ ایسے لوگ ہونگے جو اس نبی کی بیویوں اور پاک صحابہ پر الزام لگائینگے۔ لیکن ہم اسی وقت بتا دیتے ہیں۔ کہ وہ ان سے بری ہیں۔ اسی طرح شیعہ اور سنیوں کا اس سورہ سے فیصلہ ہو جاتا ہے ؛

اس سورہ میں شیطان کے فتنہ سے بچنے کا طریق

اسی طور پر میرا خیال ہے۔ کہ جتنے جھگڑے اور فتنے اس امت میں ایسے پیدا ہونے والے تھے جو بحیثیت مجموعی جماعت اور امت سے تعلق رکھتے تھے ان سب کے فیصلے اگر اس سورہ میں تلاش کئے جائیں۔ تو مل سکتے ہیں۔ اس سورہ میں نور کا ذکر ہے۔ اس لئے بھی اس کا نام سورہ نور ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ کہ نور کے ذریعہ جس طرح انسان راستہ کے بھٹکنے سے بچ سکتا ہے۔ اسی طرح اس سورہ کو لیکر ہر ایک جھگڑے اور فساد سے نجات پا سکتا ہے پھر اس سورہ میں یہ بھی بتا دیا گیا ہے۔ کہ جب انسان ایسے اعمال میں گرفتار ہو جائے۔ جو شیطانی ہوں۔ تو کس طرح بچ سکتا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ یاایھا الذین اٰمنوا لاتتبعوا خطوٰت الشیطٰن۔ اے مومنوں تم شیطان کی پیروی نہ کرو۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ کس طرح معلوم ہو۔ کہ شیطان کی پیروی ہو رہی ہے۔ تاکہ اس سے بچنا چاہیئے اس کے متعلق فرمایا فانہ یامر بالفحشاء والمنکر وہ بے حیائی اور حد سے بڑھی ہوئی بدی کا حکم دیتا ہے۔ اور ایسی باتوں کے کرنے کو کہتا ہے جو محتاط لوگ نہیں کرتے اور جو دین میں مشہور اور معروف نہیں ہوتیں۔ لیکن خدا کی قدرت ہے۔ کہ انسان اس کے دہوکہ میں آہی جاتا ہے۔ اور باوجود اسکے کہ شیطان کوئی نئی بات نہیں کہتا۔ بلکہ وہی پرانی جو پہلوں کو کہہ چکا ہوتا ہے اور انہیں اس کی وجہ سے تباہ کر چکا ہوتا ہے۔ مگر ایک گروہ اس کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ اس سے رنج تو ہوتا ہے۔ کہ یہ گروہ جماعت سے نکلکر اور طرف چل پڑتا ہے۔ اور تعجب بھی ہوتا ہے۔ کہ یہ کیوں اس راہ پر چلتا ہے مگر منشا الٰہی یہی ہوتا ہے ؛

خدا شرے بنیگیزد کہ در وے خیر ما باشد

اس کو بھی خدا تعالیٰ نے اسی سورہ میں بتا دیا ہے۔ کہ کیونکر ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک گروہ کو ٹھوکر لگتی ہے۔ فرماتا ہے۔ ان الذین جاءو بالافک عصبۃ منکم وہ لوگ جو اس افترا کو لانے والے ہیں۔ یعنی جنہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ رض پر افترا باندھا ہے۔ وہ تم میں سے ایک گروہ ہے اس گروہ کی اس خرابی کی وجہ سے تمہیں رنج تو ہوا ہوگا مگر لاتحسبوہ شرا لکم بل ھو خیر لکم تم اس کو برا نہ سمجھو۔ بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہوا ہے ؛

ایک انسان حیران ہوگا۔ کہ ایک قوم کا ایک حصہ تباہ ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے خدا ولھم عذاب عظیم فرماتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہے۔ کہ اس بات سے رنج نہ کرو۔ یہ بہتر ہوا ہے۔ مگر اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ سچا ہے اور اس کا حکم بھی سچا ہے۔ اگر کسی کو اس کا خیر ہونا سمجھ نہیں آتا۔ تو یہ اس کی سمجھ کا قصور ہے۔ وہ اپنی سمجھ اور عقل کو ملامت کرے۔ صحیح بات یہی ہے۔ کہ اس گروہ کا مسلمانوں سے الگ ہونا ہی بہتر تھا ؛

آخری جماعت کے جھگڑے کا فیصلہ

اب ہمارے درمیان ایک جھگڑا پیدا ہو گیا ہے۔ اور یہ ایسی ہی کھلی بات پر ہے جیسا کہ وہاں ایک کھلی بات پر تھا۔ اس کھلی اور یقینی بات کے خلاف ایک شخص اٹھا اور اس نے اسکے متعلق ایک آوازہ نکالی۔ کچھ حصہ جماعت کا اس کے پیچھے لگ گیا۔ خدا تعالیٰ ان لوگوں کو ملامت کرتا ہے۔ کہ تم نے کیوں اس شخص کی بات سنی۔ پہلے ہی کیوں انکار نہ کر دیا۔ کیونکہ وہ تو صاف اور واضح بات تھی۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ یہ بھی ثابت شدہ صداقت تھی ؛

مسیح موعودؑ نے ہمیں کس راہ پر چلایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک راہ پر ہمیں چلایا۔ اور اسی طرح چلایا جس طرح ہر ایک نبی کا کام ہوتا ہے۔ کہ ایک لائن بنا دے اور جدھر وکیں اس راہ پر ہوں۔ انکو اٹھا دے۔ اب وہ راستہ بالکل صاف اور واضح ہے۔ لیکن کچھ لوگ اس سے الگ ہو گئے ہیں یہ لوگ مسلمانوں میں پیدا ہوئے۔ انہیں میں پلے بڑھے انہیں میں سب کچھ سیکھا۔ مگر ان سے نکلکر اس جماعت میں داخل ہوگئے۔ ہمارے مسلمانوں سے رشتہ تعلقات اور جائدادیں ...... یقین۔ جن کا فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ

ہی کر گئے۔ اس لئے اب یہ معاملہ بہت صاف اور واضح ہے۔ ہم میں ہر ایک شخص اس بات کا گواہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی موجودگی میں ہماری جماعت کا غیر احمدیوں سے کیا تعلق تھا کیا ہمیں ان کے پیچھے نمازیں پڑھنے کی اجازت تھی۔ ہرگز نہیں کیا انہیں چندہ دینے کی اجازت تھی۔ یا دینے کی دی بھی مگر ان سے لینے کی اجازت تھی کسی نے یہ نہیں دیکھا۔ مثلاً وہ قرآن کے ترجمہ وغیرہ کی اشاعت کے لئے چندہ مانگیں تو انہیں دیا جائے پھر کیا ہماری مجلسوں میں غیر احمدی پریذیڈنٹ بنا کرتے تھے۔ یا کیا ہم کسی غیر احمدیوں کے جلسہ میں پریذیڈنٹ بنے۔ یہ سب معاملات ایسے ہیں کہ جن کا ہم میں سے ہر ایک گواہ ہے۔ مگر اب ایک شخص اٹھتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ غیر احمدی ہمارے بھائی ہیں۔ وہ ان سے چندہ لیتا اور اپنی جماعت سے انہیں دلاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کا منوانا ضروری نہیں۔ حالانکہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔ کہ میں اشاعت اسلام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ چنانچہ آپ نے اس کام کو کیا۔ اور کامیاب بھی ہو گئے۔ مگر ہم نے کوئی ایک شخص بھی نہ دیکھا۔ کہ اس کو اپنے اسلام میں داخل کیا ہو۔ مگر اس کی بیعت نہ لی ہو۔ اور پھر وہ جماعت کے لئے خوشی کا موجب ہوا ہو۔ اسی طرح کیا کسی شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور میں حاضر ہو کر یوں بشارت دی ہے کہ حضور میں نے ایک عیسائی کو مسلمان کیا مگر وہ آپکو نہیں مانتا اس قسم کی کوئی ایک مثال بھی نہیں مل سکتی۔ اگر یہ بھی اشاعت اسلام کی کوئی شاخ ہوتی۔ تو کیوں حضرت مسیح موعودؑ کے وقت اس کی ایک مثال بھی قائم نہ ہوئی۔ تاکہ امت کے لئے اسوہ حسنہ کا کام دیتی۔ پھر قرآن شریف میں ایک اصل بیان ہوتا ہے کہ لیستخلفنہم کما استخلف الذین من قبلہم اس آیت کے مطابق پہلے خلفا آئے اس لئے اب بھی آنے چاہئیں۔ لیکن وہ نہیں مانتے پھر ایک وقت وہ ایک خلیفہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اور اعلان کرتے ہیں کہ رسالہ الوصیت کے مطابق مولوی نور الدین صاحب کی بیعت کی ہے۔ ہذا نئے اور پرانے سارے احمدیوں کو آپکی بیعت کرنی چاہیئے۔ اور آپ کا حکم ایسا ہی واجب الاطاعت ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا تھا۔ یہ ایک سنت چلی ہوئی ہے ؎

ایک ثابت شدہ صداقت کے خلاف آواز اٹھانے والا گمراہ ہے

لیکن اب اس کے برخلاف ایک شخص کہتا ہے۔ کہ کوئی خلیفہ نہیں ہونا چاہیئے۔ غیر احمدی ہمارے بھائی ہیں۔ انکو چندہ دینا چاہیئے اور ان سے لینا بھی چاہیئے۔ ہمیں پہلے لا الہ منوانا چاہیئے اور بعد میں محمد رسول اللہ پھر فرصت کے وقت مرزا صاحب کو بھی منوا لیا جائیگا۔ فی الحال اس کی ضرورت نہیں اور اس پر بڑا فخر کیا جاتا ہے۔ کہ اشاعت اسلام ہو رہی ہے۔ اب ہم میں کچھ لوگ اس بات کے لئے اٹھتے ہیں کہ جو کچھ یہ کرتے یا کہتے ہیں اس کی تحقیق کر لیں۔ کہ یہ سچے ہیں۔ یا قادیان والے۔ میں ایسے لوگوں کو یہی آیت سناتا ہوں۔ کہ ولولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحٰنک ھذا بہتان عظیم یہ آیت خدا تعالیٰ نے کیوں فرمائی ہے۔ اسی لئے کہ جو کھلی صداقت ہو اس کے متعلق کسی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ اس کے خلاف کہنے والے کو فوراً کہدو ھذا افک مبین

فیصلہ کا اور طریق

اب میں ایک رنگ میں بتاتا ہوں۔ اس میں کیا شک ہے کہ ہمارے دوستوں نے اس جھگڑے کے متعلق بڑی بڑی کتابیں لکھی ہیں۔ مگر ان کی کتابیں ہی بتا رہی ہیں۔ کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس وجہ سے عبد الحکیم ڈاکٹر کو جماعت سے نکالا تھا وہ اس کے اور حضرت مسیح موعود کے خطوں سے معلوم ہو سکتی ہے۔ جو چھپے ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں اس نے جو پہلا خط لکھا تھا۔ اس میں اس نے لکھا کہ خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی نے جو تجویز اعلیٰ حوصلہ اور فراخ دلی سے پیش کی تھی۔ وہ مجھے بہت ہی پسند آئی مگر بعد میں جب مولوی محمد علی نے دیکھا۔ کہ مرزا کے شیدائیوں نے مخالفت شروع کر دی ہے۔ تو اسے اپنے عقائد شائع کرنے پڑے۔ اس کو دیکھکر مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ (مفہوم) یہ وہی تجویز تھی۔ کہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں عام اسلامی مضامین ہی شائع ہوا کریں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر الگ ایک ضمیمہ میں ہو۔ اب دیکھیئے یہ وہ ٹھوکر تھی جو عبد الحکیم خان کو لگی۔ مگر اس وقت اسلامک ریویو کو دیکھو وہ اسی اصل پر چل رہا ہے۔ یا نہیں حضرت مسیح موعودؑ نے عبد الحکیم کو اس کے خط کے جواب میں لکھا یا۔ کہ آپ کا خط پہنچا اس خط سے صرف یہ پتہ نہیں لگتا۔ کہ تم سلسلہ احمدیہ سے خارج ہو گئے ہو۔ بلکہ اسلام سے بھی منہ پھیرتے ہو۔ کیونکہ تمہاری تحریر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نجات کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ضروری نہیں (مفہوم) دوسری وجہ آپنے یہ فرمائی۔ کہ خدا نے مجھپر ظاہر کیا ہے کہ جس شخص کو میری تبلیغ پہنچی۔ اور اس نے نہ مانا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ تم چونکہ اس کے خلاف کہتے ہو۔ اس لئے سلسلہ سے خارج ہو۔ (مفہوم) ؎

اب دیکھیئے ان دونوں باتوں کا حضرت مسیح موعودؑ نے فیصلہ کر دیا۔ اور یہ بہت کھلی کھلی باتیں ہیں۔ ان کے لحاظ سے مولوی محمد علی کہاں ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ اسلام کی آخری شرط یہ ہے۔ کہ انسان توحید کو مانے پھر اگر کوئی خواہ کسی بات کا انکار کرے۔ وہ اسلام کے اندر ہی ہے۔ میں اس بات کا دعویٰ کرتا ہوں۔ کہ اگر مولوی محمد علی مجھسے بحث کرے۔ تو میں اس سے بتا سکتا ہوں۔ کہ اس نے اپنے رسالہ میں لکھدیا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانا بہت بری بات ہے۔ لیکن اگر کوئی نہ لائے۔ تو وہ مسلمان ہو سکتا ہے۔ اب میں کہتا ہوں کہ اگر عبد الحکیم کو حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام سے منہ پھیرنے والا قرار دیا ہے۔ تو مولوی محمد علی یقیناً اس فتویٰ کی زد میں آتا ہے۔ یہ کیا کھلی کھلی باتیں ہیں۔ کہ جن باتوں نے عبد الحکیم کو جماعت سے اور اسلام سے خارج کیا یا وہی مولوی محمد علی میں پائی جاتی ہیں ؎

خلاصہ

اب میں اپنے وعظ کا خلاصہ بتاتا ہوں ہماری جماعت کی توجہ انہیں معاملات کی طرف لگی رہتی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ تمہارے لئے مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین قربانی پر چڑھے ہیں۔ مگر تمہارے اعتقادات درست ہو گئے ہیں۔ ممکن تھا۔ کہ تم سے بعض غیر احمدیوں میں ملجاتے۔ مگر اب اس گروہ کے نکلنے سے تم محفوظ ہو گئے ہو۔ جب تک کہ کبھی کھٹمل اور پسو نہیں لڑتا وہ میٹھی نیند سے نہیں جاگتا۔ اور جو جاگتا نہیں۔ وہ چور کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ان لوگوں نے تمہیں کھٹمل اور پسو کی طرح کاٹ کاٹ کر جگا دیا ہے اور تم ہوشیار ہو گئے ہو۔ ہماری جماعت

گے جیسے حضرت مسیح موعود نے جس طرح فرمایا تھا۔ کہ آندھی اور زلزلے آئینگے۔ اسی طرح یہ آندھی آئی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم کو تباہ نہ کیا۔ بلکہ ہوشیار کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ اب ہمیں اپنا سارا وقت اسی پیپر پر نہیں کرنا چاہیئے ہمارے ذمہ اور بھی کام ہیں۔ جو اس سے زیادہ ضروری ہیں میں چونکہ یہ ایک ایسا بڑا فتنہ تھا۔ اس لئے ہم نے اس کے دور کرنے میں حصہ لیا۔ لیکن اب بہت کچھ ہو چکا ہے اس لئے اور طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ہاں جہاں دیکھو کہ یہ فتنہ نے سر اٹھایا ہے۔ وہاں اس کا خوب اچھی طرح مقابلہ کرو۔ ورنہ ہمارا اصل کام یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو امانت ہمارے سپرد کر گئے ہیں اسے دوسروں تک پہنچائیں ؛

ضروری نوٹ

تصدیق المسیح کے عنوان سے جو سلسلہ مضمون شروع ہے اسے بہت پسند کیا گیا ہے۔ اس کے ابتدا میں جو لکھا گیا تھا کہ ایک دوست کا لڑکا یہاں پڑھتا تھا یہ صحیح نہیں وہ لڑکا کسی بیرونی سکول میں تعلیم پاتا تھا ؛

(۲) الفضل کی پروف ریڈری کا انتظام ابھی حسب منشا نہیں ہوا بعض اوقات نہایت مکروہ غلطیاں ہو جاتی ہیں نمبر ۸۶ میں خلفاء راشدین کی بجائے خلفاء راشدہ چھپ گیا۔ نمبر ۸۸ میں بہت غلطیاں ہیں صفحہ ۴ کالم ۲ میں ما بین آیہ عیری صحیح ہے صفحہ ۴ سطر ۶ نتیجہ نکالا صحیح ہے صفحہ ۱ سطر ۱۶ مکالمہ مخاطبہ الہیہ صحیح ہے۔ اس کے بعد آیتیں سب غلط لکھی گئی ہیں۔ صحیح یوں ہیں (۱) لاتقربا ہذہ الشجرۃ (۲) فقلنا یادم اسکن انت وزوجک الجنۃ (۳) قلنا یذا القرنین اما ان تعذب (۴) قال اما من ظلم فسوف نعذبہ (۵) واما من آمن وعمل صالحاً فلہ جزاء الحسنیٰ (۶) ماکان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیاً او من وراء حجاب (۳) صفحہ ۱۱ کالم ۲ سطر ۴ خدا تعالیٰ کے منکر (ب) سطر ۸ مکالمہ الہیہ کالم ۳ سطر ۲ نبی تھے پڑھنا چاہیئے

اگر اخبار کے خریدار وی پی واپس کرنے والے نہیں بننا چاہتے تو اپنے اپنے ذمہ کا چندہ جلد ادا کریں

۶ فروری کے پیغام کا جواب

نمبر ۱

الفضل کے معزز ناظرین کو یاد ہوگا کہ اخبار الفضل مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۶ء میں ہم نے پیغامی پارٹی کے امیر مولوی محمد علی صاحب کے اس الزام کا بشرح وبسط جواب لکھا تھا جو ان کی طرف سے ۹ جنوری ۱۹۱۶ء کے اخبار پیغام صلح میں ہم پر لگایا گیا تھا کہ ترجمۃ القرآن اردو میں آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ۔ کی نسبت ہم نے لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک اس آیت کے مصداق آنحضرت صلعم نہیں ہیں بلکہ مسیح موعودؑ ہیں۔ اور جس تفصیل سے ہم نے جواب لکھا تھا۔ اس کے بعد ہمیں امید تھی کہ اگر مولوی محمد علی میں انصاف ہے تو آئندہ ایسے اعتراضوں سے باز رہیگا کیونکہ ہم نے کوئی بھی ایسی شق باقی نہیں رہنے دی تھی جس سے افترا پردازوں کے افترا کی کوئی گنجائش ہوتی لیکن ہماری حیرت اور تعجب کی کوئی حد نہ رہی جب ہم نے ۶ فروری ۱۹۱۶ء کے پیغام میں مولوی محمد علی کا ایک تین کالم کا مضمون جواب الجواب میں لکھا ہوا پایا اور اس میں لکھا ہوا پایا کہ مولوی محمد علی نے ہم پر پھر وہی جھوٹا الزام لگایا ہے کہ ہم نے ترجمۃ القرآن میں لکھا ہے کہ آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین کے مصداق حضرت مسیح موعودؑ ہیں۔ نہ آنحضرت صلعم۔ حالانکہ ہم نے اخبار الفضل مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۶ء کے مضمون کا عنوان ہی یہ لکھا تھا کہ

"ہمارے نزدیک میثاق النبیین کے مصداق آنحضرت صلعم ہیں۔ مولوی محمد علی نے غلط بیانی سے کام لیا ہے"

لیکن نہ معلوم مولوی محمد علی کی شرم وحیا کو کیا ہو گیا ہے کہ باوجود اپنے اسی مضمون کے صفحہ ۶ کالم ۲ میں یہ تسلیم کرنے کے کہ ٹھیک اس ترجمۃ القرآن میں جو قادیان سے انجمن ترقی اسلام نے شائع کیا ہے آیت واذ اخذ اللہ میثاق النبیین کا مصداق آنحضرت صلعم کو مانا گیا ہے پھر بھی بے انصافی سے یہی اعتراض کرتا چلا جاتا ہے کہ دراصل حضرت میاں صاحب کا ایسا اعتقاد نہیں ہے۔ اور درحقیقت آنجناب اس آیت کے آنحضرت صلعم کے متعلق ہونے سے منکر ہیں اور اس آیت کا مصداق حضرت مسیح موعودؑ کو ہی سمجھتے ہیں۔ او ظالمو! اور مسیح موعودؑ کی جماعت کے دشمنو۔ تمہیں بتاؤ کہ اس سے زیادہ صاف عبارت ہم کہاں سے لائیں جبکہ ہم شائع کر چکے ہیں۔ کہ ہمارے نزدیک میثاق النبیین کے مصداق آنحضرت صلعم ہیں۔ اور مولوی محمد علی نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔ اور الفضل صفحہ ۷ کالم ۲ مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۶ء میں یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک ترجیح اسی معنی کو ہے کہ آیت میثاق النبیین میں جس رسول کا ذکر ہے وہ آنحضرت صلعم ہی ہیں اگرچہ بعض صحابہ اور تابعین اور جماعت مفسرین کا یہ مذہب بھی ہے کہ آیت میثاق النبیین میں صرف آنحضرت صلعم ہی کا ذکر نہیں ہے اور آیت کا یہ مطلب نہیں جو اوپر بیان ہوا ہے۔ بلکہ ان کے نزدیک آیت کا یہ مطلب ہے کہ نبیوں سے یہ ایک عام عہد لیا گیا تھا کہ جب کوئی بھی نبی یا رسول تمہارے پاس آئے جو تمہاری کتاب وحکمت کی تصدیق کرتا ہو تو تم نے اس کی وحی ورسالت پر ایمان لانا اور اس کی نصرت و مدد کرنا چنانچہ آدم سے یہ عہد لیا گیا کہ وہ اپنے بعد میں آنے والے نبیوں کی رسالت کی تصدیق کریگا اور علیٰ ہذا ابراہیم اور موسیٰ اور دیگر انبیاء سے بھی یہ عہد لیا گیا تھا کہ اپنے بعد آنے والے سب نبیوں کی وحی ورسالت کی تصدیق کریں اور اپنی امت کو ان پر ایمان لانے کی تاکید کریں ؛

اب ایسی حالت میں تمہیں سوچو کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر تم نے یہ کتنا بڑا افترا کیا ہے کہ انہوں نے آیت میثاق النبیین کے متعلق تحریف کی ہے۔ اور اس آیت کے آنحضرت صلعم کے متعلق ہونے سے انکار کیا ہے۔ اتنے بڑے بہتان کا کیا یہ بھی کوئی جواز ہے۔ کہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء کے الفضل میں میر محمد سعید صاحب حیدرآبادی کا کوئی ایسا خطبہ چھپا تھا جس میں انہوں نے ایسا لکھا ہے الزام تو تم نے یہ لگایا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح نے ترجمہ قرآن میں آیت میثاق النبیین کے آنحضرت صلعم کے

نوٹ۔ صحابہ اور تابعین اور مفسرین کے ان دونوں مسلکوں کا تفصیلی بیان الفضل مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۱۶ء میں ہو چکا ہے وہاں دیکھا جائے ؛

حق میں ہونے سے انکار کیا ہے اور یہ تحریف قرآن ہے اور عذر یہ پیش کرتے ہو کہ میر محمد سعید صاحب نے ایسا لکھا ہے کیا میر محمد سعید صاحب جماعت احمدیہ کے امام ہیں کہ حضرت میاں صاحب پر ان کا کچھ لکھنا یا کہنا حجت ہو حضرت میاں صاحب کا تو یہ مذہب ہو کہ پیر اور مرید کا عقائد میں بھی اختلاف رہ سکتا ہے اور تم یہ لکھو کہ پیر پر وہ بھی حجت ہے جو کسی مرید نے کہا ہے۔ پھر میر محمد سعید صاحب کے خطبہ کے متعلق تمہارا یہ لکھنا کہ اس خطبہ کو خاص وقعت دیگئی تھی۔ اور اسی لئے میاں صاحب کے خطبوں کی طرح۔ الفضل میں چھاپا گیا تھا اور یہ عزت اس خطبہ کو محض اس کے مضمون کی اہمیت کے لحاظ سے دیگئی تھی اور جماعت قادیان نے اس خطبہ کو خاص وقعت و عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یا تمہارا یہ لکھنا کہ الفضل نے اس خطبہ کو فخریہ اخبار میں درج کیا ہے"۔ یہ بھی ایسا ہی افترا ہے۔ جیسا تم نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی پر افترا کیا ہے۔ کیا تم دکھا سکتے ہو کہ اس خطبہ پر کہیں فخر کیا گیا ہے یا کسی رنگ میں اس کو ایسی اہمیت دی گئی ہے جیسی تم بیان کرتے ہو۔ اگر تمہارا یہ اصول صحیح ہے کہ اخباروں میں کسی خاص شخص کا کوئی مضمون شائع ہو تو ساری جماعت کا بھی مذہب سمجھا جانا چاہیئے تو تم ہی شائع کر دو کہ جو کچھ تمہارے آرگن اخبار پیغام میں ابتک چھپا ہے پیغام پارٹی کے امیر اور اس کے حامیوں کا بھی مذہب ہے تاکہ تم کو بتایا جاوے کہ پیامی پارٹی اور اس کا امیر کس قدر گندے عقائد میں مبتلا ہیں ؛

سنو! اور خوب کان کھول کر سنو۔ کہ

یہ بالکل غلط ہے کہ حضرت میاں صاحب یا آپ کی جماعت نے اس خطبہ سے اتفاق کیا ہے یا یہ کہ قادیان کی جماعت کا یہ مذہب ہے۔ بات صرف یہ ہے جیسی کہ اس خطبہ میں درج ہے کہ خواجہ کمال الدین صاحب نے میر محمد سعید صاحب سے شہادت طلب کی تھی جس پر میر صاحب موصوف نے جو اپنا مذہب تھا اس کا بیان کیا ہے نہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ ساری جماعت کا یہ مذہب ہے نہ انہوں نے اس بات پر کسی کو مجبور کیا کہ ایسا مانو۔ یہ شہادت ہمارے پاس آئی کہ اس کو چھاپ دیا جاوے ہم نے اس کو بطور شہادت کے چھاپ دیا۔ ہمارا حق تھا کہ اس میں زیادتی کرتے نہ ہمیں جائز تھا کہ اس میں کمی کرتے جیسی شہادت آئی تھی خواجہ کمال الدین صاحب کو پہنچا دی کیا آپ کے نزدیک ہمیں چاہیئے تھا۔ کہ ہم اس میں کتر بیونت کرتے اور میر صاحب کا جو مافی الضمیر تھا اس کو بدل دیتے معلوم ہوتا ہے کہ جو شہادتیں اس معاملہ میں آپ لوگوں کے پاس آئی ہونگی آپ نے ایسا ہی کیا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس بات کی سمجھ دے کہ ہر بات کا ایک موقعہ ہوتا ہے ؛

نوٹ ضروری۔ اس مضمون کا بقیہ جس میں تمام اعتراضات کا جواب ہوگا انشاء اللہ اگلے نمبر میں چھپیگا حرف اتنے حصہ پر کسی کو رائے زنی کا حق نہیں ؛

الفضل مفت

جناب مکرم سید حافظ عبد المجید صاحب منصوری کے حساب میں الفضل ماہ مئی تک مفت دیا جا سکتا ہے مستحقین اپنی اپنی درخواستیں مع تصدیق سکرٹری یا پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ جلد بھجوا دیں ؛ مینجر۔

تلاش

برادر رسول بخش ڈیرہ غازیخان خان سے لکھتے ہیں کہ مسجد ارائیاں میں جو مہمان ایام جلسہ میں اترے تھے ان میں کسی کی حیاۃ النبی (شیخ یعقوب علی والی) مجھ سے بدل گئی ہے۔ پہلی جلد ان کی میرے پاس آگئی دوسری جلد میری ان کے پاس چلی گئی وہ ضرور تبدیل کریں

چشمہ مسیحی

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتاب اب نہیں ملتی مگر دفتر تشحیذ میں ۶ جلدیں موجود ہیں جو صاحب چاہیں ۳ ر فی جلد پر خرید لیں

ریویو مفت

ایسے احباب جو ریویو آف ریلیجنز اردو بوجہ غربت خرید نہیں سکتے۔ وہ اپنی درخواست دفتر میگزین میں ارسال فرماویں کیونکہ ایک بزرگ کچھ پرچے ریویو کے غربا کے نام مفت جاری کرانا چاہتے ہیں۔ بعد اطمینان غربا کے نام ریویو مفت جاری کر دیا جائے گا ؛

مینجر ریویو آف ریلیجنز قادیان

جنازہ برادر محمد حسین گکھڑی نے اپنی بچی کا جنازہ غائب پڑھنے کی استدعا کی ہے

فہرست نومبائعین

بابت ماہ فروری ۱۹۱۶ء

نام	مقام	نام	مقام
مولوی عبدالغفور	لائل پور	حسن محمد	گورداسپور
علی جان	دہلی	محمد الدین	سیالکوٹ
حبیب الرحمن	//	فضل بی بی	//
نور حسن	ہزارہ	آمنہ بی بی	//
حرمت بی بی	گورداسپور	مسیح محمد	//
روشن دین	//	خیر بی بی	//
ماہی	سندھ	سردار بی بی	//
غلام ربانی	ہزارہ	حبیب اللہ	گجرات
عبدالکبیر	کشمیر	محمد امین	//
غلام محمد	//	تاج بی بی	شاہپور
غلام احمد	//	جلال الدین	//
عبدالغنی	//	میر محمد دین	//
مسعود احمد	اعظم گڈھ	احمد دین	//
اہلیہ ماسٹر ہدایت اللہ	گجرات	میر اللہ رکھا	//
محمد بدر الدین	مونگیر	میر ابراہیم	//
محمد فاروق	//	مہر الدین	//
بابو غلام علی	دہلی	جھنڈا	//
کرم بی بی	لاہور	غلام محمد	//
امام بی بی	گورداسپور	نصر الدین	//
طالعہ بی بی	//	احمد دین	//
اہلیہ خیر الدین	//	غلام محمد	ادہوال
حاکم بی بی	//		
اہلیہ اللہ رکھا	//		
طالعہ بی بی	//		

میزان ۴۵

فروری ۱۶ء

میں جن اصحاب کی قیمت ختم ہوتی ہے وہ بذریعہ منی آرڈر قیمت بھیجدیں ؛
(مینجر)